

بغاوت

محمد مرصاد حیدر تیمور آسوی

"مجھے محبت ہے ہر اس شخص سے، جس میں طوفانِ بغاوت اُمڈ آیا"

"دین، قوم، ملک"

فضا مسلمان، باد مسلمان، زمین مسلمان، آسمان مسلمان، ملک مسلمان، قوم مسلمان، حاکم، رعایا، صوبے، شہر، عدالت، بازار، آئین، قانون، سب مسلمان ! سوز بھی ساز بھی، ترنگ بھی ترنم بھی، طرب بھی گداز بھی، فعل بھی فاعل بھی مفعول بھی، مختصر یہ کہ من وتُو، سب مسلمان!

تو بغاوت کس سے ؟؟؟

وجہ بغاوت، صدائے باغی...."فضا تا آسمان، ملک تا قانون، سوز تا گداز، فعل تا من، من تا تُو، قبضے میں سبھی ہے !

اسلام کہاں ہے ؟؟؟

در فضا مشکِ خون، باد میں بوئے ذلت! زمین میں کھادِ ہوس، فلک ہر حجابِ مایوسی، ملک طرزِ کفر، قوم روشِ کفار!

اسلام کہاں ہے ؟؟

حاکم منافق، حکم غلام! صوبے تفرقے، شہر میں ذاتیں! عدالت ظلِ ظلم، بازار منبعِ سود! آئین میں الحاد قانون لبرل!

اسلام کہاں ہے ؟؟

سوز میں حسد ساز میں فتنہ، ترنگ بے رنگ، ترنم میں سحر، طرب اندازِ فنا، گداز میں نفس! فعل ظلم فاعل رہبر مفعول عوام، "من" "میں"، تُو میں کینہ!

اسلام کہاں ہے ؟؟

خالق نے جو مخلوق کو خلق کیا تو مرضی بھی اسی کی منشاء بھی اسی کی، جو اسی کا دم بھریں، اسی کا اقرار کریں تو ان پہ لازم ہے، "سر نہیں نفس کو جھکا دیں"۔ نفس بڑا ضدی ہے، غضب کی جفا ہے، کیسے لڑیں حکمت کیا ہے؟ خالق نے رحم کیا تو احکامات اتارے، کامل پہ مہر کر دی اسے دین کہا، ہمیں عطا کیا! سب اسی کے تابع ہوا، خوشیاں آئیں ترقی ہوئی، رضائے خدا مطلوب رہی سو فلاح پاتے رہے۔ مگر اب مگر آج مگر ابھی، وہ مشعل وہ چراغ وہ ماہِ کامل، وہ مہر یعنی وہ دین کہاں ہے ؟

اسلام کہاں ہے ؟؟

مسجد میں اذاں بھی ہے، نمازی بھی ہیں، منہ پہ سنت بھی ہے بدن پہ طہارت بھی ہے، طریقہ سلام بھی رواجِ دعا بھی ہے! مسلمان چہ سوہیں مگر

اسلام ہے محبوس، مسلمان ہے آزاد

تو ایسے میں کس کا پابند رہوں؟ کس کے تابع رہوں؟ تو یوں "میں باغی ہوں"! ایک خود مختار وطن جب کسی کے سامنے جھکتا ہے کسی کی منشاء پر دم ہلاتا ہے تو میں باغی ہوں ایسے ملک سے ! جب روشن و مبیں نظام موجود و میسر ہو تو باطل کی طرف رجوع کی جائے، ایسے نظام سے "میں باغی ہوں! " جب قرآن موجود ہے، آئین معلوم ہے، قوانین فراہم ہیں تو ان سب کے باوجود ملک کے دستوری ڈھانچے میں ترامیم کی جائیں؟؟ یوں آئینِ اغیار سے "میں باغی ہوں! " دین کے نام پر حاصل کردہ وطن میں جب دین عبادت تک ہی محدود رہ جائے، جب عبادتیں ریاکاری کی بھینٹ چڑھ جائیں، جب سیاست سے دین جدا ہو جائے، جب مفاد میں دین آڑ محسوس ہو، جس وقت دین بطورِ نام رکھنے کو رہ جائے تو ایسے برائے نام دین، ایسی سیاست ایسے مفاد سے "میں باغی ہوں! "

جب مقدر میں مشرق ہو، طلوع ہونا قسمت میں ہو اپنی کرنوں سے زمانے کو روشن کرنا نصب العین ہو تو پھر مغرب کی ڈوبتی ترقی کی طرف پیش قدمی کرنا! ایسے سفر سے "میں باغی ہوں! "

کتنی الفت ہو بے شک اغیار سے
بن نہیں سکتی مومن کی کفار سے
ایسے اتحاد کو ایسے الحاد کو
ہم نہیں مانتے ہاں نہیں مانتے

ہاں میں ہی باغی ہوں، اے جفاکارو! تمہیں تلاش ہے نامیری، مجھے دار پر لٹکانے کی، جو تمہارے خلاف جائے اسے مٹانے کی، تمہاری ظلمتوں میں جو چراغ بنے اسے بجھانے کی، جو تم سے بغاوت کرے اسے اٹھانے کی، تو آؤ! میں لبِ بام کہہ رہا ہوں "میں باغی ہوں! "

میداں سجانے سے ہم گھبراتے نہیں
مثلِ ابنِ علی رضی اللہ عنہ جاں بچاتے نہیں
حرب سے بچنے کو ضرب سے ڈرنے کو
ہم نہیں مانتے ہاں نہیں مانتے

اے دین کے ناقبو! اے وطن کے غدارو! تم کسے مٹاؤ گے یہ صدا تو ہے وطن کے ذرّوں کی، یہ صدا ہے لہوِ غریباں کی، یہ صدا ہے وطن کے بانیوں کی، یہ صدا ہے چمن کے باغبانوں کی، جو نظام اے حاکمینِ عصر تم لے آئے، جو حال اس چمن کا کر چھوڑا، اس گلشن کے محافظ تم سے خفا ہیں، تمہاری تاویلوں سے باغی ہیں ! سنو! میں تمہارا حامی نہیں، میں اندازِ کہن رکھتا ہوں، گلشن کی مہک ہے مجھ میں، میری پرورش وفائے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے ساتھ ہوئی ہے، میری گھٹی میں عشق کی چاشنی ہے، تمہارے مصنوعی، سرابی، فنائی ماحول میں پروان چڑھ کر بھی میری عندیہ پر غلافِ حرم ہے، اے کلیسانوازو! تم سے، تمہاری سوچ سے، تمہاری روش سے تمہارے افکار سے، سن لو " میں باغی ہوں!"

اندازِ کہن میں رکھتا ہوں اسلاف سے نسبت ہے مجھ کو
حیدر کا قلم ہے حجاب شکن حصار میں نا اس کے آنا

اے خدا! یہ کیا ہوا ہمارے رہنماؤں کو؟ یہ رہزن بن بیٹھے، یہ فکرِ شاہین کے حقدار صفتِ گدھ کے حامی نکلے! اپنی حالت دیکھ اے مسلمان، گھر سے نکل کر راہ گزر پر آ، سڑک کے کنارے یہ داغ یہ دیں سے جدائی کا آئینہ ہے، اے نوجوان! تجھ سے امیدیں تھیں، اب تُو خود مرہونِ امید ہے! سنا ہے کہ انقلاب نوجوان لاتے ہیں، نوجوانوں کی اس حالت سے "میں باغی ہوں!"

دین سے محبت ہے اور بہت ہے مگر مسئلہ جو درپیش ہے وہ یہ کہ معلوم ہی نہیں دین کیا ہے؟؟ تعلیمِ جدید نے سب بگاڑ دیا، ترقی تو ملی نہیں دیں بھی ہاتھوں سے گیا! تو صاحب نظر کیوں نا باغی ہو "ہاں میں باغی ہوں! " اے دینی بھائی، شعارِ دین بھول گیا، اے قومی جوان، قومی پہچان کھو گیا !

تُو لباسِ اغیار کو فلاح سمجھتا ہے، ارے کم عقل اسی کو ترقی سمجھ بیٹھا، اپنے دل کی زبان سمجھ نا سکا، محبت کی آنکھیں پڑھ نا سکا، غیروں کی زبان پہ فدا ہے! یہ کیسا فریبِ شعور ہے، تو نے اپنی آسائش کے لیے کتنے بہانے کیے کتنی تاویلیں کیں جبکہ عملِ دین پر صرف اتنا ہے کہ "مجھے مسلمان بننا ہے!" دین تیرے لیے بوجھ بن گیا اے جوان، تو خود کو ہوشیار سمجھتا ہے مگر الہامی علم تجھے "لایعقلون" موسوم کرتا ہے، تیری حقیقت یہ رہ گئی ہے کہ

تاویل کا پھندا کوئی صیاد لگا دے
یہ شاخِ نشیمن سے اُترتا ہے بہت جلد

مغربی مفکرین تجھے متاثر کر گئے، ہیف صد ہیف! غزالی کو تو نے خاطر میں نا لایا شیکسپیئر از بر ہے، ایوبی کی تلوار کی جھنکار بھول گیا ہے پر نیپولین ابھی بھی من میں ہے! یہ کیسی چنگیزی فکر قوم کے دماغ میں پروان چڑھنے لگی، دین کو متنازعہ بنا دیا، جنھوں نے زندگیاں دین ہر صرف کر دیں، جن بزرگوں کی بدولت آج تو کلمہ پڑھنے کے قابل ہے وہی تیری نظر میں بے معنیٰ ہو گئے، تیرے ایسے افکار سے نظریات سے "میں باغی ہوں! "

ہاتھوں کفار کے چاک مسلمان گئے

اہلِ دیں بے خبر کیسے انساں گئے

ایسی ملت کو دیں کی خدمت کو

ہم نہیں مانتے ہاں نہیں مانتے

اے مسلمان دین سے تمہاری بیزاری نے دین ہی بدل ڈالا، دین غیروں سے زیادہ اپنوں کے ہاتھوں رسوا ہونے لگا، جو کارِ جہاں میں کسی کام کے نا تھے وہ دین سے کاروبار چلانے لگے، ولی نا رہے خانقاہیں بڑھ گئیں، مرید ہزاروں مگر تصوّف نہیں ہے! مردہ دلوں کو جلا بخشنے والے شیخ، مریدوں کے سہارے پر جینے والے، دیں پر پہرے داری نہیں رہی، چمن میں پھول مرجھا گئے، دین کے رکھوالوں نے دین کا میعار بدل ڈالا کہ "دین ہر جگہ ہے، دین کہیں نہیں ہے"، راہ ہدایت کے رہبر ہی پوشاکِ شک میں ملبوس ہو چکے ہیں

متنازعہ ہو گئی ہے تیری ذات اب

چھوڑ دے میخانہ ساقی پیمانے توڑ ڈال

آپ راہِ حق کے راہی ہیں، بس بھٹک چکے ہیں، سنبھلیں خدارا سنبھلیں! تھا شکوہ یہ گلہ، تھی شکایت تیری رمز جو نہاں دل میں اور ہے کچھ اور۔ بس بات روزِ روشن کی طرح ایاں ہے، کوئی مسودہ نہیں، کوئی دستور نہیں، نصب العین اور منزل فقط اتنی ہے

مغزِ قرآں روحِ ایماں جانِ دیں

ہست حبّ رحمۃ للعالمین ﷺ